گوجرانوالہ کا خاندان عباسیہ اور اس کا صوفیانہ مقام (بحوالہ سیرت)

The Abbasid dynasty of Gujranwala and its mystical position (with reference to the biography)

Ghulzar Ahmad

Ph.D Scholar, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad:

rangshahqalandar@gmail.com

Dr. Bushra Subhan

Assistant professor, Institute of Islamic Studies & Sharia, MY University, Islamabad:

bushra.furqan@myu.edu.pk

Abstract:

Allah the gracious, the Sublime continued a series of Saints for the revival and the Spread of the message of Prophet Muhammad SAW. When the system of Nabuwwat نبوتended, then the preaching of this system was not be ended and it spread through the Ulma-e-Haq and Sofia throughout the Sub- continent presently especially in Pakistan, there are many renowned spirit lineage families and personalities .In Pakistan there are four ordered of Sofia as Qadiria,Chistia, Soharwardia and Naqshbandia.As concern my topic in our region(central Punjab) there is very honorable and renowned family Abbasia which have spiritual lineage with Hazrat Ghous-e-Pak (RA)and having family tree linked with Hazrat Abdullah-ibne-Abbass. Abbasia family preached and promoted all the code of Islam with all its zeal and zest. This family asserted the universality of the light of religion that was enlightened by Prophet Muhammad SAW. Such type of Sufi family, serves are not to the jewel of any particular nation rather of the whole humanity. the departure of such spiritual personality never

ends their teachings rather after their departure, people continue to find their divine goals by following their teachings The literary proofs of this family in form of گنج عرفان،صراط السالکین، آداب المریدین، بحرالحقائق،بحضورﷺ،کوئے فنا،صحرائے جنون،ایوانِ بقاء،ملفوظات،مکتوبات،میزان عشق،دیوانِ عشق، برہانِ عشق،ایقانِ عشق،زمزمہء حمد،نور علیٰ نور *provide an ample proof of the fact that this family never ends to quench the thirst of the upcoming seers and seekers of the path of Allah's Blessings. All the above said discussion demand the thorough study of "Sufi Literature"* صوفی ادب *and arrangement of the literal societies to discuss the Abbasiyah family in the evaluation of the Sufi Literature.*

Keywords: *Sira, Abbasia Family, Gujranwala , Tasawwuf ,Sufism*

برصغیر پاک وہند میں مسلمان صوفیائے عظام اور اولیائے کرام نے تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں جو خدمات سرانجام دیں وہ ہماری تاریخ کا روشن باب ہیں۔ان صوفیائے کرام نے تلوار سے نہیں بلکہ اپنی نگاہ پر تاثیر سے کام کیا۔شاہانِ عالم اور سلاطین وقت تو علاقوں کو فتح کرتے اور ملکوں کو تسخیر کرتے رہے لیکن صوفیائے کرام دلوں کو مسخر کرتے اور متلاشیانِ جادۂ حق کی روحانی تربیت کا اہتمام کرتے رہے۔مولائے کریم کی عنایات عالیہ سے متصف ان خرقہ پوشوں کو سلاطین عالم سے کوئی غرض نہ تھی بلکہ یہ تو اپنی آستینوں میں یدبیضا لیے ظلمت کدوں کو نور ایقان سے منور کرتے رہے۔تاریخ کے بڑے بڑے جابر حکمرانوں نے بارہا اپنی عقیدت ومحبت کے اظہار کے لیے ان صوفیائے عظام کے آستانوں پر حاضری دی مگر ان فقیرانِ کج کلاہ نے ایک لحظہ کے لیے بھی اس تعلق شاہی کو اپنے لیے باعث افتخار نہ سمجھا۔انہی ہستیوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضرت شیخ میاں میر بالا پیرؒ کی ہے۔یہ حضرات شیخ میاں میر بالا پیرؒ وہ بزرگ ہستی ہیں کہ جن کا قیام گو شہر لاہور میں رہا مگر بالخصوص انہوں نے اپنے فیضان کے تسلسل کو مرکزی طور پر اس طور جاری فرمایا کہ اول تو اپنی نمائندگی کو حضرت شاہ جمال اللہ نوریؒ کو گوجرانوالہ مامور فرمایا اور دوسرا انہی کے سلسلہ عالیہ سے خاندان عباسیہ کے بزرگان عالی مرتبت کو زمانے نے دیکھا اب ہم ان کا مختصر تذکرہ کرتے ہیں۔

خاندانِ عباسیہ کے مشائخ عظام

گوجرانوالہ میں مختلف سلاسل کے انفرادی طور پر بزرگانِ دین کی آمد تو ابتداء ہی سے تھی۔ مگر کثرت سے زیادہ نام نہیں ملتے۔ جیسا کہ حضرت سیّد مبارک شاہ صاحبؒ (کھیالی دروازہ روڑ) مگر بحیثیت سلسلہ حضرت سیّد نامیاں میرؒ کے حکم سے آپ کے خلیفہ کے مرید حضرت شاہ جمال اللہ نوریؒ (جن کا سلسلہ عالیہ قادریہ تھا) گوجرانوالہ تشریف لائے اور ان کا قیام کھیالی پور ہی رہا۔ اس شخصیت کے دور میں کھیالی پور میں ہی سکھوں کی ابتدائی جماعت منظرِ عام پر آئی جن کا ذکر تاریخ گوجرانوالہ میں کیا گیا ہے۔

ایک طرف اس سلسلہ کی یکے بعد دیگرے شخصیات نے آپنے آپنے عہد میں اس خطے کو نورِ ایمان اور پیغامِ حق سے پُر فیض کیا اور دوسری طرف سکھوں کی افرادی قوت خطۂ پنجاب میں آپنا تسلط قائم کرنے میں کامیاب ہو گئی اس پر آشوب ادوار میں اس سلسلہ کی شخصیات نے آپنی دینی و روحانی خدمات ہر طور جاری و ساری رکھیں اور اسلام کے علم کو بلند رکھا ان شخصیات کے اسمائے مبارک یہ ہیں:[1]

حضرت شاہ جمال اللہ نوریؒ

حضرت عبد الکریمؒ

حضرت عبد الرحیمؒ

حضرت شیر محمد غازیؒ

حضرت شاہ محمد فیضؒ

حضرت مولانا نور احمدؒ

"برصغیر میں اسی حوالے سے بالخصوص انگنت جلیل القدر اسمائے مبارک زینتِ تاریخ ہیں۔ برصغیر کے عہدِ مغلیہ میں امامِ قادریہ کی حیثیت سے حضرت شیخ میاں میرؒ کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں۔ جبکہ عہدِ مغلیہ کے زوال کے ساتھ ہی سکھ شاہی نے برصغیر کی تاریخ میں ایک عہد رقم کیا جس کی ابتداء گوجرانوالہ سے ہوتی ہے۔"[2] اب ہم اس کا مختصر جائزہ لیتے ہیں۔

---

[1] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، درگاہِ عالیہ، غوث العصر بازار خراداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۱۸ء

[2] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص۳، عباسی پبلی کیشنز، پوسٹ بکس نمبر ۵۹۱، درگاہِ عالیہ قادریہ، غوث العصر، بازار خراداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۰۶ء

حضرت سخی احمد یار عباسی قادریؒ

فخر اسخیاء حضرت سخی احمد یار عباسی قادریؒ ۱۱۹۳ھ بمطابق ۱۷۷۸ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد کا اسم گرامی شیخ محمد جیون اور والدہ ماجدہ کا نام نامی حضرت بی بی عائشہؒ تھا۔ جو اپنے عہد کی عالی مرتبت ہستیاں ہیں اور آپ کی جائے ولادت موضع مان ضلع گوجرانوالہ ہے۔ آپ کے تین برادر اور دو ہمیشر گان تھیں۔ جن میں سے غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ آپؒ سے ۲۸ سال چھوٹے اور آپکی وراثت روحانیہ کے امین اور جانشین حقیقی ہیں جو بعدہٗ آپ ہی کے حکم اور اجازت سے گوجرانوالہ تشریف لائے۔[3]

ابتدائی تعلیم

اوائل عمر میں آپ قرآن مجید کے حافظ اور خوش الحان قاری تھے۔ شریعت کے پابند اور زہد و تقویٰ میں بے مانند، مسجد میں باجماعت پنجگانہ نماز ادا کرتے تھے۔ علمائے کرام کی صحبت نیز والدین کی تہذیب و تربیت کے باعث مسائل شرعی اور فقہی سے پورے طرح واقف تھے۔ روزی بقوت بازو حاصل کرتے تھے۔ عالم جوانی میں آپ شہر گوجرانوالہ میں ظہر کی نماز ادا کر کے یہ مسئلہ بیان کر رہے تھے کہ جو شخص نماز پنجگانہ باجماعت ادا کرتا ہے۔ اس کے خواب اور خالی اوقات بھی عبادت میں شمار کیے جاتے ہیں یعنی جو فجر کی نماز ادا کرتا ہے اور ظہر کے انتظار میں رہتا ہے وہ ظہر تک یاد الٰہی میں مصروف رہتا ہے۔ علیٰ ہٰذا القیاس ظہر سے عصر، عصر سے مغرب اور مغرب سے عشاء غرضیکہ پنجگانہ نماز ادا کرنے والا کسی حال میں بھی غافل شمار نہیں ہوتا۔[4]

اسی اثناء میں ایک درویش خستہ حال، بوسیدہ لباس زیب تن کیے ہوئے، مسجد کے دروازے پر سے گزرہ اور مسئلہ مذکورہ سن کر مسجد کے اندر آگیا اور کہا کہ پنجگانہ نماز ادا کرنے سے ہر دم خدا یاد رہتا ہے۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر سچ بتانا۔ ہم نے تو یہ سنا ہے۔ "جو دم غافل سو دم کافر" جب آپ نے اس درویش سے یہ الفاظ سنے تو سوچا کہ کہاں ذکر الٰہی اور کہاں یہ مسئلہ آزادی، نہایت پریشان اور شرمسار ہوئے اور دل نے چاہا کہ ان کا دامن پکڑلوں اور انہیں وسیلہ ہدایت بنا کر راز حقیقی حاصل کروں۔ مگر ان کا ظاہری انداز اور خستہ حالی دیکھ کر خیال آیا کہ ان کو وسیلہ بنانے سے کسی بدعت کے گڑھے میں گرنا پڑے گا کیونکہ اطاعت پیر فرض ہوتی ہے۔ لہٰذا کسی عالم باعمل اور عارف کامل کو وسیلہ

---

[3] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، مہرِ فقر، ص۶، والعصر پبلی کیشنز، درگاہِ عالیہ قادریہ، حضرت غوث العصر، بازار خراداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۱۰ء

[4] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، مہرِ فقر، ص۶

بنانا چاہیے۔ جو بنور ہدایت راہ حق دکھادے اور خدا تک پہنچادے۔ مگر اس خستہ حال درویش کے باطن صاف ہونے کی وجہ سے ذکرِ اسم ذات آپ کی زبان پر جاری ہو گیا۔[5] اس کے بعد آپ نے مفتیٔ وقت حضرت مولانا نور احمد قادریؒ بیرون کھیالی دروازہ گوجرانوالہ کی بیعت اختیار کر لی۔ اسی رات آپ نے سرکار دوعالم ﷺ کی خواب میں زیارت کی۔ آپ اپنے گاؤں کی مسجد بنا رہے ہیں اور مغربی محراب والی دیوار تیار کر رہے ہیں کہ آقائے دوجہاں ﷺ جلوہ افروز ہوئے اور آپ کو بغل گیر کیا۔ آپ اس ظل اللہ آفتاب عالم کی تجلی سے ایسے بے تاب ہوئے کہ اس بدر منیر کے سوا دو جہاں بیابان اور ویران معلوم ہونے لگے۔ آپ اپنے پیر و مرشد مفتیٔ وقت کے پاس حاضر خدمت ہوئے اور ماجرائے خواب بیان کیا۔ مولانا صاحب نے فرمایا کہ رسول مقبول ﷺ کا عالم خواب میں دیدار ہونا بالکل صحیح ہوتا ہے۔ آپ نے پوچھا کسی طرح میں پھر بھی دیکھ سکتا ہوں۔ مولانا صاحب فرمانے لگے ہاں انشاءاللہ اگر درود شریف پر پابندی کی جائے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ کوئی آفتاب عالمتاب کو حالت بیدار میں بھی دیکھ سکتا ہے۔ مولانا صاحب نے فرمایا ہاں عاشقوں کے لیے ممکن ہے۔ حق تعالیٰ سرکار دوجہاں ﷺ کا وجود باجود ہمیشہ ایسا ہی محفوظ رکھے گا جیسا کہ زندگی میں کیونکہ یہ متفق علیہ حدیث ہے کہ اجساد انبیاء علیہم السلام کو کھانا مٹی پر حرام کر دیا گیا ہے۔ نبی ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور رسول مقبول ﷺ ہمارے اعمال پر بنور نبوت شاہد ہیں۔

"آپ نے زیادہ تر سیلانی زندگی بسر کی اور اس پُر آشوب دور میں جبکہ سکھوں نے ہر طرف تباہی و بربادی مچار کھی تھی۔ آپؒ گاؤں گاؤں پھر کر مسلمانوں میں تبلیغ کرتے اور انہیں خلوص دل سے اللہ کی بارگاہ میں سر جھکانے کی تلقین کرتے۔ آپؒ فرمایا کرتے تھے کہ سکھ اللہ کا قہر ہیں جو مسلمانوں کے برے اعمال کی وجہ سے ان پر مسلط ہو گئے ہیں۔"[6]

وصال مبارک

آپ کا وصال 7 رجب المرجب 1274ھ بمطابق 1854ء، 5 چیت 1912 بکرمی بعمر 76 سال ہوا۔ آپ کا دربار پر انوار کوٹ پیر وشاہ نزد قلعہ دیدار سنگھ حافظ آباد روڈ ضلع گوجرانوالہ میں مرجع خواص و عوام ہے۔[7]

غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ

---

[5] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، مہرِ فقر، ص ۷

[6] ادبی مجلہ مہک، گوجرانوالہ نمبر، ص 353، حمایتِ اسلام پریس لاہور، گورنمنٹ کالج گوجرانوالہ، ۱۹۸۴ء، ۱۹۸۲ء

[7] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، مہرِ فقر، ص ۱۳

سر تاج اولیاء غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمرؒ 1807ء میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد کا نام خواجہ محمد جیون اور والدہ کا نام مخدومہ عائشہؒ تھا۔ آپ کے والدین قائم اللیل اور صائم الدہر تھے۔ حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ سے حضرت خواجہ محمد عمرؒ نے اپنے والدین کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: "میرے والدین شریفین زہد و تقوٰی میں اس قدر بلند پایا تھے کہ بارہ سال تک ہر گز نہ سوئے اور بلا امتیاز موسم ہر رات دو صد رکعات نوافل ادا کرتے اور آپ نے بارہا لیلتہ القدر کا مشاہدہ بھی کیا"۔[8]

آپ کے بڑے بھائی سخی احمد یارؒ عارف کامل اور اوصاف ولائیت میں اپنی مثال آپ تھے جو کہ حضرت خواجہ محمد عمرؒ کے پیر و مرشد بھی تھے۔[9]

جب آپ کی عمر پانچ سال کی ہوئی تو سایہ پدری سر سے اُٹھ گیا۔ چونکہ طفولیت ہی میں آپ کی تمام حرکات و سکنات نیک و پسندیدہ اور عادات و خصائل سنجیدہ تھے اس لئے ہر کوئی آپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا تھا۔ آپ کا حسبی تعلق حضور غوث اعظم شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے ساتھ جب کہ نسبی تعلق حضور ﷺ کے چچا حضرت سیدنا عباسؓ کے ساتھ تھا اسی لئے آپ عباسی قادری کہلائے۔ جب آپ کی عمر بارہ سال کی ہوئی تو آپ مولوی کرم اللہؒ سے تحصیل علم کے لئے موضع علی پور تشریف لے گئے۔ عید الفطر کے موقع پر مولوی صاحب نے بیان فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالٰی ہر نیک و بد کو اس کے اعمال کے موافق جزا و سزا دیں گے اور فرمائیں گے: اے لوگو! جو نیک عمل تم نے کیا تھا اس کی جزا پا لی ہے کہ نہیں؟ سب مومنین اقرار کریں گے کہ خدایا تیرا وعدہ سچا ہے۔[10]

اس پر بارگاہ الٰہی سے خطاب ہو گا کہ اے میرے بندو جو کچھ تم نے کیا تھا اپنے نفس کے لئے کیا تھا جس کا تم نے اجر پا لیا۔ میں نے تم کو پردہ نیستی سے دائرہ ہستی میں متجلی کیا اور اپنے فضل و کرم سے خلعت انسانی پہنا کر مکرم کیا۔ اتنے احسانات کے باوجود اب میرے لیے کیا لائے ہو؟ جب حضرت خواجہؒ محمد عمر عباسی قادریؒ نے سنا کہ خداوند کریم ہم سے اس عبادت کے علاوہ کچھ اور بھی چاہتے ہیں اور وہ کیا چیز ہے؟ جو خدا کو مطلوب ہے اسی حیرت میں آپ پر ایسی حالت طاری ہوئی کہ عید گاہ میں دامنِ دیوار میں گر کر بے ہوش ہو گئے۔ جب نمازی گھروں کو لوٹنے لگے تو حضرت

---

[8]۔ خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۵

[9]۔ خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۶

[10]۔ خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر ص ۷

میاں خدا بخشؒ نے دیکھا کہ چھوٹا بھائی باہر کی طرف سایۂ دیوار میں پڑا ہوا ہے۔ آپ ہوش میں آئے تو زار و قطار رونے لگے۔ میاں خدا بخشؒ آپ کو گھر لے آئے اور حضرت سخی احمد یارؒ کے سامنے پیش کر دیا۔[11]

حضرت سخی احمد یارؒ نے حضرت خواجہ محمد عمرؒ کو بنظر شفقت مشغول کیا اور بسبب مشغولیت تین شبانہ روز آپ کو بھوک نہ لگی۔ اس پر ان کی والدہ نے حضرت سخی احمد یارؒ سے فرمایا کہ مجھے اس توجہ کے ساتھ ساتھ بچے کا کھانا پینا بھی اچھا لگتا ہے۔[12]

آپ نے والدہ کی سفارش کو منظور کیا اور آپ کو فوراً بھوک ستانے لگی۔ بعد میں حضرت خواجہ محمد عمرؒ فرمایا کرتے تھے کہ والدہ ماجدہ کی سفارش سے میرا کام اسی روز سے بڑھ گیا اس واسطے مجھے زیادہ ریاضت نہ کرنا پڑی۔ حضرت خواجہ محمد عمرؒ کو مقامِ حقیقت میں ایک مسئلہ میں ایسی الجھن پیش آئی جو آپ کی عقل و فکر سے بالاتر تھی۔ آخر سخی احمد یارؒ کی بارگاہ میں عرض کیا: انہوں نے فرمایا بیٹا ابھی تم بچے ہو اور ایسے مقام کے متحمل نہیں ہو سکتے۔ آپ نے عرض کیا اور کیا ہو گا میں سوکھ کر کانٹا ہو جاؤں گا۔ بس یہ کہنا تھا کہ آپ کا جسم سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ جسم اور سر پر ایک بال بھی نہ رہا۔ حضرت فخر اسخیاءؒ نے فرمایا: بیٹا مجھے اس بات کا خدشہ تھا۔ اچھا مرضی مولا از ہمہ اولیٰ آپ اس دوران کئی معالجوں کے زیرِ علاج رہے لیکن بیماری روز بروز بڑھنے لگی۔ آخر آپ کے معالج نے آپ کو دوسروں سے الگ رہنے اور الگ کھانے پینے لے لئے کہہ دیا۔[13] آپ اس وقت قصیدہ مضریہ کا ورد کیا کرتے تھے۔ قصیدہ مضریہ ہر وقت آپ کی زبان پر جاری رہتا تھا۔ بوقت خواب بھی آپ کی زبان سے بآواز بلند کسی غلطی کے بغیر صحیح طور پر جاری رہتا تھا۔ جب بصورت علیحدگی چھ ماہ گزر گئے تو ایک دن ماہ جیٹھ میں دوپہر کے وقت شہتوت کے درخت کے نیچے مکان کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور حسبِ عادت قصیدہ آپ کی زبان پر جاری تھا کہ آپ کو مغرب کی طرف سے ایک شعلۂ نور نظر آیا۔ آپ کی آنکھیں جس کو دیکھنے کی تاب نہ لا سکیں۔ اسی روشنی میں رسول اللہ ﷺ کی سواری تشریف لائی کنجکہ بردار ساتھ تھا اس کنجکہ بردار نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ (فدا ک ابی و امی) یہ بھی ایک گناہگار ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر یہ گناہگار ہے تو معاف فرمایا۔ حضور ﷺ کی چادر مبارک کا ایک کونہ آپ کے گلو سے سر کی طرف سر سے ہو کر گزرا اور سواری مبارک دیکھتے ہی دیکھتے آنکھوں سے اوجھل ہو گئی۔ آپ کے نزدیک ایک

---

[11] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص۸

[12] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص۹

[13] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص۹

غلام باگڑیا تھا جو کھیت کو پانی دے رہا تھا۔ آپ نے اُس سے پوچھا کہ وہ سوار کس طرف گئے تو اس نے جواب دیا: آپ خود جاگتے ہیں اور مجھے پوچھتے ہیں۔ آپ حیران ہو کر اپنی جگہ پر بیٹھ گئے۔ سر میں خارش ہوئی، ناخن مارا تو سر سے ایک باریک چمڑے کی ٹوپی جس میں بالوں کے سوراخ نظر آتے تھے الگ ہو گئی اور آپ اس کو ہاتھ پر رکھ کر دیکھنے لگے۔ جب ہاتھوں پر نظر پڑی تو ہاتھ بھی صحیح سالم نظر آئے۔ پاؤں کو دیکھا تو تندرست پایا، چہرے پر ہاتھ پھیرا تو بالکل ٹھیک تھا۔ دریائے حیرت میں ایسے غرق ہوئے کہ کوئی کنارہ نظر نہ آیا۔ گاہے خواب سمجھتے، گاہے بیداری، گاہے مستی اور گاہے ہوشیاری کہ فوراً حضرت سخی احمد یارؒ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا: اب کیا حال ہے؟ عرض کی حضور آپ دیکھ سکتے ہیں۔[14] آپ نے فرمایا اللہ کا فضل ہو چکا بیشک "من دق باب الکریم، فُتح" جس نے سخی کا دروازہ کھٹکھٹایا اُس کے لئے دروازہ کھول دیا گیا"۔[15]

جب حضرت سخی احمد یارؒ نے اس فانی دنیا کو خیر آباد کہا تو حضرت خواجہ محمد عمرؒ کو زندگی بے کیف نظر آنے لگی ایک رات سخی احمد یارؒ نے خواب میں آپ سے فرمایا کہ یہاں سے کسی اور جگہ چلے جاؤ کیونکہ چند ماہ بعد یہاں حالات خراب ہونے والے ہیں۔ آپ بیدار ہوئے تو اہل خانہ سے مشورہ کر کے گھر سے روانہ ہوئے۔ حالت استغراق میں یہ معلوم نہ تھا کہ کدھر جا رہے ہیں۔ گوجرانوالہ کے قریب آکر پتہ چلا کہ مشرق کی طرف چل رہا ہوں۔ مشیت الٰہی کی تعمیل کرتے ہوئے گوجرانوالہ شہر میں مقیم ہو گئے۔[16]

آپ کی شادی بارہ سال کی عمر میں موضع ٹھٹھ شمسہ میں اپنے ماموں کے گھر ہوئی تھی آپؒ زہد و تقوٰی میں اس قدر اکمل تھے کہ لقمہ حرام کی پہچان آپ پر عیاں تھی۔ جب آپؒ مقلاوہ لینے گئے تو گھر والوں نے ایک مرغ امام مسجد سے ذبح کروا کر پکوایا آپ نے ایک لقمہ شوربے میں تر کر کے منہ میں ڈالا تو وہ حلق سے نیچے نہ اترا آپؒ نے لقمہ باہر نکال دیا اور ماموں سے فرمایا کہ یہ گوشت حرام ہے۔ تحقیق پر معلوم ہوا کہ امام مسجد نے مرغا ذبح کرتے وقت غلطی کی آپؒ امام مسجد اور ماموں کے ہمراہ مولانا مولوی کرم اللہؒ کی خدمت میں تحقیق کے لیے حاضر ہوئے مولانا نے فیصلہ حضرت خواجہ محمد عمرؒ کے حق میں دیا کہ رات کا وقت تھا جب مولانا کو اصل واقعہ کا علم ہوا تو فرمانے لگے کہ چراغ لاؤ

---

[14] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری شاہؒ فقر، ص ۱۰

[15] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۱

[16] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۲

میں اس لڑکے کو دیکھنا چاہتا ہوں چنانچہ چراغ کی روشنی میں مولانا نے آپؒ کو دیکھا اور برجستہ کہا کہ: "منہ میں حلال و حرام کی تمیز کرنا سرکار ﷺ کے صحابہ کرامؓ ہی کا فعل تھا جو اس لڑکے سے سرزد ہوا ہے"۔[17]

کشف و کرامت

حضرت خواجہ محمد عمرؒ کی ذات بابرکات جامعہ کمالات اور کشف و کرامات کا مجموعہ تھی۔ آپ کا کلام فصاحت و بلاغت کا سرچشمہ تھا، علماءِ کرام سن کر انگشت بدندان رہ جاتے۔ جب درویشوں کی خاص مجلس ہوتی پھر دریائے طریقت ایسا موجزن ہوتا کہ حقیقت کے موتی کناروں پر گرتے نظر آتے جن کو اہل طریقت اپنے دامان دل میں سجا لیتے۔ ایک روز آپ چند دوستوں کے ساتھ جنگل کا سفر کر رہے تھے کہ اندھیرے کی وجہ سے راستہ بھول گئے۔ دوستوں نے قیام کا کہا تو آپ نے فرمایا کہ جھاڑی سے راستہ پوچھ لیتے ہیں، کیونکہ خدا نے ہر چیز کو زبان دی ہے جس سے وہ خدا کی تسبیح بیان کرتی ہے۔ جب آپ نے جھاڑی سے راستہ پوچھا تو آواز آئی کہ راستہ اس طرف ہے آپؒ دوستوں کے ساتھ اس راستے پر چلے تو راستہ صاف نظر آ گیا۔[18]

وصال مقدس

آپ نے بروز منگل بوقت تہجد بمطابق اگست ۱۸۹۱ء ۸۴ سال کی عمر میں وصال فرمایا۔[19] جب مولوی محبوب عالمؒ آپؒ کو غسل دے رہے تھے اور خواجہ محمد کریم اللہؒ سر کی طرف پانی بہا رہے تھے تو مولوی محبوب عالمؒ نے فرمایا دیکھو حضور کا مرکز دماغ کا ذکر بعینہ بحالت بیداری جاری و ساری ہے۔[20]

غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ کے خلفائے عظام

آپؒ نے اپنی مبارک زندگی میں ایک زمانے کو فیض یاب فرمایا۔ آپ کے خلفائے عظام کی تعداد سینکڑوں میں ہے چند مشاہیر کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔[21]

---

[17] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۳

[18] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۵

[19] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۳

[20] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۴

[21] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۱۹

ا۔ آپ کے فرزند ارجمند حضرت خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ (گوجرانوالہ شہر) 2۔ حضرت شیخ جھنڈو و شیخ صدر الدین [22] 3۔ حضرت پیر سید عنایت اللہ شاہؒ [23] 4۔ حضرت مولانا محبوب عالمؒ [24] 5۔ حضرت میاں محمد محمودؒ [25] 6۔ حضرت میاں رحمت اللہؒ [26] 7۔ حضرت میاں امام الدین لاہوریؒ [27] 8۔ حضرت خواجہ دین محمدؒ [28] 9۔ حضرت میاں عبد الغفار کاشمیری [29] 10۔ حضرت چوہدری شیر محمدؒ [30] 11۔ حضرت علامہ محمد احسن [31] 12۔ حضرت پیر محمد تقی شاہؒ، لاہور 13۔ حضرت پیر سید غلام محی الدین شاہؒ، سیالکوٹ 14۔ حضرت سائیں عبد اللہ شاہ قادریؒ سیالکوٹی، سیالکوٹ شہر 15۔ حضرت حاجی عبد اللہ خانؒ، سیالکوٹ 16۔ حضرت ملک گوہر خاں ککے زئی، سیالکوٹ 17۔ حضرت میاں کرم الٰہیؒ، چنوں موم ضلع سیالکوٹ 18۔ حضرت سائیں دل محمدؒ، اینگن والا ضلع فیصل آباد 19۔ حضرت میاں

---

[22] سجادہ نشینان حضرت گنج بخش ہجویریؒ لاہور

[23] سجادہ نشین، درگاہ حضرت میاں میرؒ، لاہور

[24] سجادہ نشین، درگاہ حضرت شاہ جمال اللہ نوریؒ، بیرون کھیالی گیٹ اور آپ بہت بڑی بزرگ شخصیت، جید عالمِ دین، مفتی و مدرس اور عہد برطانیہ میں اعزازی مجسٹریٹ بھی تھے۔

[25] فرزند فخر اسخیاء حضرت سخی احمد یارؒ، کوٹ پیر وشاہ ضلع گوجرانوالہ

[26] فرزند حضرت میاں خدا بخشؒ، یہ بزرگ شخصیت خواجہ محمد عمرؒ کے برادر زادہ اور داماد بھی تھے۔ آپؒ کا مزار مبارک موضع رڑیانہ ضلع شیخوپورہ میں مرجع خلائق ہے اور اسی مزار مبارک میں حضرت خواجہ محمد عمرؒ کی صاحبزادیؒ بھی آرام فرما ہے۔

[27] میانی صاحب لاہور آپ بزرگ شخصیت کے مالک اور جلیل القدر روحانی پیشوا حضرت بابو جی غلام سرورؒ، (آپ مدفن ہیں باغ گل بیگم میانی صاحب لاہور) کے پیرِ بیعت تھے اور انہوں نے ہی حضرت بابو جی کو مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ کے حضور پیش کیا تھا ۔ حضرت خواجہ محمد عمرؒ نے ان کو کشائش رزق کی دعا دی تھی جس کی تاثیر آج بھی بڑیلہ شریف کی درگاہ پر سلسلۂ لنگر ہے۔

[28] دربارِ قادریہ حافظ آباد روڈ گوجرانوالہ، اس بزرگ شخصیت نے حضرت خواجہ محمد عمرؒ کے دست مبارک پر لاہور میں اسلام قبول فرمایا اور آپؒ کے خلیفہ ہونے کا شرف حاصل کیا۔

[29] گوجرانوالہ، جب حضرت خواجہ محمد عمرؒ نے ہجرت فرمائی تو انہیں چند ماہ کے لیے گوجرانوالہ میں آپ کی اولاً میزبانی کا شرف نصیب ہوا

[30] راجو کے تحصیل ڈسکہ، یہ بزرگ سکھ شاہی میں اپنے علاقہ میں چوہدری اور بہت بڑے زمیندار تھے انہوں نے حضرت خواجہ کی نگاہ فیض سے پورے علاقہ سمیت اسلام قبول کیا ان کی مختصر قلمی تصنیف "سکینۃ الاولیاء" کتب خانہ درگاہ حضرت غوث العصر میں محفوظ ہے۔

[31] کلکتہ، انڈیا، آپؒ بزرگ شخصیت کے مالک تھے اپنے شیخ مکرم کے حکم سے کلکتہ میں تشریف فرما ہوئے۔

رلدو، گٹی ضلع فیصل آباد20۔ حضرت میاں خداداد بھٹیؒ، کالو چیمہ تحصیل وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ 21۔ حضرت میاں فیض بخشؒ، دھلے گوجرانوالہ[32]

غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمرؒ اور شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ

شاعرِ مشرق علامہ محمد اقبالؒ کے والد ماجد شیخ نور محمدؒ حضرت سائیں عبد اللہ شاہ قادریؒ (جو کہ غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر قدس اللہ اسرارہ کے خلفائے عظام میں سے تھے) کی بیعت سے مشرف تھے۔

روایت ہے کہ جب سائیں عبد اللہ شاہؒ مشرف بہ بیعت و فیض ہوئے اور مقصود پایا تو اس کے بعد اپنے تمام مریدین کو بھی اپنے مرشدِ گرامی کے حضور پیش کر دیا جن میں علامہ اقبالؒ کے والدین بھی شامل تھے۔) حضرت سائیں عبد اللہ شاہ قادریؒ عبادت و ریاضت اور صدقات کے کما حقہٗ پابند تھے۔ مہمان نوازی کے شائق اور پیر و مرشد کی اولاد کے عاشق تھے غرضیکہ آپؒ اپنے مرشد کی سیرت کے آئینہ دار تھے۔ اور بعد میں آپکے خلیفہ اول ہونے کا شرف بھی حاصل کیا۔[33]

شاعرِ مشرق کے والدِ ماجد نے بھی ان کی صحبت اور حضرت خواجہ محمد عمرؒ کی صحبت پاک سے ذکر و فکر کی تمام منازل کو طے کیا اور طریق قادریہ میں رشد و ہدایت کے مقام پر فائز ہوئے۔ "اقبال کی ارادت و عقیدت کا سلسلہ جناب خواجہ محمد عمر قادریؒ سے ملتا ہے۔ آپ کا مزار بازار خراداں (گوجرانوالہ) میں ہے۔ ہمارے شہر کے جناب ڈاکٹر فقیر محمد فقیرؒ روایت کرتے ہیں کہ علامہ اس مزار اقدس پر باقاعدہ حاضری دیا کرتے تھے۔ احترام و عقیدت کی کیفیت یہ تھی کہ ریلوے سٹیشن سے جوتے اتار دیتے تھے اور ننگے پاؤں حضرت خواجہ محمد عمرؒ کے حضور حاضر ہوتے تھے اور بسا اوقت وہیں رات بسر کرتے تھے"[34] صحیح روایت ہے کہ علامہ جس وقت چار برس کے تھے۔ تو حضرت خواجہ محمد عمرؒ اپنے خلیفہ اور دوست سائیں عبد اللہ قادریؒ کو ملنے کے لیے سیالکوٹ تشریف لائے۔ میاں جی (والد اقبال) نے اپنے دادا پیر (حضرت خواجہ محمد عمرؒ) کی دعوت کی اور علامہ کو مرشد کے توسط سے بسم اللہ کے لیے دادا پیر کی گود میں بٹھایا۔ سائیں عبد اللہ شاہ قادریؒ نے میاں جی کی استدعا مرشد (حضرت غوث العصر) سے عرض کی تو انہوں نے مسکرا

---

[32]۔ خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، مہرِ فقر، ص ۲۰

[33]۔ خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، شاہِ فقر، ص ۲۲

[34]۔ ادبی مجلہ مہک گوجرانوالہ نمبر، گورنمنٹ کالج، ص ۱۲۵، نکاتِ اقبال، ۱۹۷۵ء، ۱۹۷۴ء

کر اپنا لعابِ دہن علامہ کے منہ میں لگا کر بسم اللہ پڑھوائی۔ان ہر دو بزرگوں کی دعاؤں سے علامہ حکیم الامّت بنے۔"[35]

وصالِ اقدس

جب ۵ محرم الحرام ۱۳۰۹ھ بمطابق ۱۸۹۱ء میں غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمرؒ کا وصال ہوا اور سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ نے اپنے اجداد و اسلاف کے وارث کامل کی صورت اجلالِ مسند فرمایا تو سلسلہ قادریہ کے تمام جلیل القدر اصحاب کہ جنہوں نے آپؒ کے والدِ محترم اور تایا بزرگوار جیسی مقتدر ہستیوں کی صحبتوں سے جامِ معرفت پایا تھا۔انہوں نے آپؒ کی صحبتِ کیمیا اثر کو سعادتِ عظیم جانا اور آپؒ کی طرف رجوع کیا اور آپؒ کے دستر خوانِ نعمت سے فیض پایا۔

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ یکم شوال ۱۲۶۱ھ بمطابق ۱۸۴۵ء بروز پیر بوقت صبح عید الفطر موضع پیر کوٹ، حافظ آباد روڈ ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ آپؒ نسباً حضرت سیدنا عباس ابنِ عبد المطلبؓ اور حسباً غوث الثقلین حضرت شیخ عبد القادر جیلانیؒ کے سلسلہ عالیہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ غوث العصر حضرت خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ کے اکلوتے فرزندِ ارجمند تھے۔ آپؒ کی والدہ ماجدہ آپؒ کی ولادت باسعادت کے بارے میں فرماتی ہیں کہ:"میرے پہلے بچے کم سنی میں فوت ہو گئے تھے اور میں بارگاہ عالیہ میں رو رو کر فریاد کیا کرتی تھی چنانچہ ایک روز یادِ خدا میں ہی اپنے مصلے پر سو گئی تو بعالمِ خواب حضور پرنور سرورِ عالم ﷺ تشریف لائے ۔ آپ ﷺ نے زبانِ حق ترجمان سے ارشاد فرمایا کہ:"بیٹی مت رو! اللہ رب العزت تجھے بیٹا عطا فرمائے گا،وہ میرے رب کو راضی کرے گا اور میری محبت کا پیالہ پیئے گا اور انشاءاللہ وہ صاحبِ خیر و برکت ہمیں محبوب رکھے گا"۔ جیسے ہی میں نے بشارت آفریں فرمان سنا خواب جاتا رہا اور ہدیہ تشکر ادا کیا۔ مزید فرماتی ہیں کہ "میرا نورِ چشم جب سے میرے پیٹ میں آیا اس روز سے میرے دل میں اللہ کا ذکر جاری و ساری ہے۔"[36]

---

[35] ڈاکٹر صوفی نظیر سیالکوٹی، ہفت روزہ چٹان، ص۱۶، م،ن، ۲۴ جون، ۱۹۷۴ء

[36] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۴، والعصر پبلی کیشنز، درگاہ عالیہ قادریہ ،حضرت غوث العصر، بازار خرداں گوجرانوالہ، پاکستان ۲۰۱۳ء

فخر اسخیا حضرت سخی احمد یارؒ کی خدمت عالیہ میں اس مقبولِ بارگاہ کو پیش کیا گیا۔ حضرت فخر اسخیا نے آپ کو گود میں بٹھایا کانوں میں صدائے اللہ اکبر بلند فرمائی، گھٹی دی اور محمد عبد اللہ نام تجویز فرمایا۔

آپؒ کی طبع کا رجحان مائل بجلالیت تھا۔ اس بارے میں حضرت خواجہ محمد بشیر صاحبؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت خواجہ محمد عمرؒ نے آپ کی جلالیت کے بارے میں حضرت سخی احمد یارؒ کے حضور عرض کیا کہ آپ نظر کرم فرمایئے کہ اس کے مزاج میں نرمی آجائے۔ یہ سن کر حضور سخی احمد یارؒ صاحب نے تبسم فرمایا اور ان الفاظ میں بشارت عطا فرمائی کہ "محمد عمر! اسے کچھ نہ کہو یہ میدانِ فقر میں تجھ سے پیچھے نہیں رہے گا۔ اور تختِ فقر پر سلطانِ اولیاء بن کر حکومت کرے گا ۔" اور بلاشک وشبہ حضرت فخر اسخیاء کا فرمایا حق نکلا اور اللہ رب العزت نے اپنے لطف و کرم سے ایسا ہی مقام عطا فرمایا کہ جس کے اعتراف میں اولیائے زمانہ کو مطلق تامل نہیں ہے۔[37]

حضرت سلطان العصر کی عمر گیارہ برس تھی کہ آپ کے تایا بزرگوار اور آپ کی مخدومہ دادی صاحبہ ایک سال کے فرق سے وصال فرما گئے۔ اسی دوران آپ کے والد صاحب کو پیر و کوٹ سے ہجرت کرنے کا حکم عطا ہوا اور آپ اپنے والدین شریفین کے ساتھ ہجرت کر کے گوجرانوالہ تشریف لے آئے۔ یہ عمر چونکہ آپ کی تعلیم و تربیت کی تھی اس لیے آپ کے اتالیق کے طور پر حضرت حافظ اللہ جوایاؒ[38] کا انتخاب کیا گیا اور آپ نے بڑی توجہ سے اپنے تعلیمی سفر کو جاری رکھا حتٰی کہ مروجہ علوم اسلامیہ پر کماحقہٗ دسترس حاصل کر لی۔ علاوہ اس کے آپ نےؒ اپنے والد ماجد (حضرت غوث العصرؒ) کی صحبت میں حاضر رہ کر کسبِ حلال کا بھی اہتمام فرمایا اور اپنے والدین کی خدمت کا بھی حق ادا کرتے رہے۔ آپؒ حلال و حرام کی تمیز میں بڑے محتاط تھے۔ راوی بیان کرتے ہیں کہ آپ کی سواری نے بھی کسی کی فصل کا

---

[37] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ٦ والعصر پبلی کیشنز، درگاہ عالیہ قادریہ، حضرت غوث العصر، بازار خرداں گوجرانوالہ، پاکستان ۲۰۱۳ء

[38] آپؒ کا تعلق بھیرہ سے تھا اور وہ حضرت سخی احمد یارؒ کے خلیفہ اول اور جید عالم دین تھے۔ آپ ہی کے حکم کے مطابق آپ نے اپنے پیر بھائی حضرت سائیں سلام شاہؒ کے ہاں چھچھر والی گوجرانوالہ آکر درس و تدریس کا آغاز کیا اور تمام عمر خدمتِ دین اور درس و تدریس میں گزاری۔ دونوں بزرگوں کے مزارات اسی مقام (چھچھر والی گوجرانوالہ) پر ہیں جسے آج کل زیرو پوائنٹ کہا جاتا ہے۔

ایک تنکا کبھی نہ کھایا، وہ وہی چارہ کھاتی تھی جو آپؒ کی طرف سے بھیجا جاتا تھا۔ آپؒ کا عقد آپؒ کے تایا بزرگوار حضرت میاں خدا بخشؒ[39] کی صاحبزادی سے ہوا۔[40]

حصولِ تعلیم کے ساتھ ساتھ حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ کا شوقِ طلبِ حق بھی بڑھتا گیا، لہٰذا آپؒ نے حضرت غوث العصرؒ کے حضور باقاعدہ بیعت کی درخواست پیش کر دی حضرت غوث العصرؒ نے آپؒ کا اشتیاقِ طلب دیکھتے ہوئے آپؒ کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت بخشا۔ پھر کیا تھا کہ آپؒ نے قلیل مدت میں قرب و وصلِ حق اور عشق حضور و نور کے مدارج کچھ اس طرح سے طے کیے کہ فاصلے مٹتے گئے۔ ہجر و فراق کی تلخیاں وصال و کمال میں بدلتی گئیں پھر زمانے نے دیکھا کہ مظہرِ امین امانتِ حضرت شیخ میاں میرؒ وارثِ سخاوتِ اسخیا جس شان سے ظاہر ہوا وہ بالخصوص سلسلہ عالیہ قادریہ کی ایک سنہری اور تابناک تاریخ رقم کر گیا۔ تذکار نگار لکھتے ہیں کہ آپؒ عالمِ علمِ معانی اور صاحبِ اسرار و حقیقت تھے۔[41]

کشف و کرامات

آپؒ خلافِ شرع و طریق اور خلافِ انسانیت کوئی بات گوارہ نہ فرماتے تھے۔ آپ عدلِ فاروقیؓ کے آئینہ دار تھے۔ آپؒ کی سیرت و کشف و کرامات کے اس پہلو سے متعلق متعدد واقعات مروی ہیں۔ یہاں آپؒ کے کردار کے اس انداز کی ایک جھلک ذیل میں ملاحظہ فرمائیں: حضرت مخدوم سیّد صید علی شاہ گیلانیؒ[42] سجادہ نشین حضرت میاں میرؒ نے بیان فرمایا ہے کہ: میں اپنی جوانی کے ایام میں اکثر اوقات قبلۂ عالم کی خدمت میں کافی دن رہا کرتا تھا اور درگاہِ عالیہ کے ارد گرد اس وقت کوئی آبادی نہیں تھی صرف مزروعہ زمین ہی تھی آپؒ اپنے کمرے میں چادر اوڑھے بستر پر آرام فرما رہے تھے اور میں صحن میں قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑا تھا کہ ایک جادوگر چند تماشائیوں کے ساتھ تقریباً سو گز کے فاصلے پر بیٹھ گیا اور جادو کے کرتب دکھلانا شروع کر دیے۔ اس نے کچھ پڑھ کر آسمان کی طرف منہ کیا اور

---

[39] حضرت میاں خدا بخشؒ، حضرت سخی احمد یارؒ کے برادرِ اصغر اور خلیفہ تھے۔ آپؒ کی مرقد موضع پیروکوٹ، حافظ آباد روڈ ضلع گوجرانوالہ، حضور سخی احمد یارؒ صاحب کے مزار مبارک کے قریب پچھلی طرف واقع ہے۔

[40] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۷

[41] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۸

[42] حضرت مخدومؒ، حضرت سلطان العصر کے خلیفہ ہوئے ہیں۔ آپؒ کا مزار مبارک احاطہ درگاہِ عالیہ حضرت شیخ میاں میرؒ لاہور واقع ہے۔

ایک بہت دور اڑتی ہوئی چیل کی طرف انگلی سے اشارہ کیا۔ وہ چیل مردہ ہو کر اس کے قدموں میں آگری۔ ابھی وہ اپنے ساتھیوں کے سامنے اپنے کمال کا فخر کر ہی رہا تھا کہ آپ اپنے کمرے سے اٹھ کر اور ہاتھ میں اپنا عصا لیے میرے قریب سے گزرے۔ اور میں بھی قبلۂ عالم کے پیچھے چل پڑا۔ آپؒ نے توجہ فرمائی تو وہ چیل دوبارہ زندہ ہو کر فضا میں اڑنے لگی۔ آپؒ نے اسکو بلند آواز میں فرمایا کہ تم نے پہلے تو فضا سے اس کو گرا لیا تھا کیونکہ اس کا کوئی خصم نہیں تھا۔ اب گرا میں تمہیں دیکھوں کہ تو کس طرح اپنے مقصد میں کامیاب ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ آپؒ اس کی طرف چل رہے تھے۔ آپؒ کے پہنچنے تک اس نے لاکھ کوشش کی لیکن ناکام رہا حتٰی کہ آپ اس کے سر پر پہنچ گئے اور دو تین بار اسے عصا سے پیٹا اور فرمایا کہ اسی وقت تم اس شہر سے باہر نکل جاؤ نہیں تو تمہیں ہمیشہ کے لیے پچھتانا پڑے گا وہ اسی وقت معافی مانگتا ہوا روانہ ہو گیا۔[43]

حضرت سلطان العصر کے زمانے میں آپؒ کے تایا اور والد بزرگوار کے احباب (جو بقید حیات تھے) نے آپؒ کی صحبتِ مبارک کو حرزِ جان جانا مقاماتِ مزید میں آپؒ ہی کی پیشوائی کا دامن تھامے رکھا۔ آپؒ نے کئی احباب کو خلافت سے نوازا جبکہ جانشینی کے لیے چھوٹے صاحبزادے (مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ) کو منتخب فرمایا۔ آپؒ ہی کے ہاں قیام فرمایا اور آپؒ ہی کو محرمِ رازِ دروں بنایا۔ تمام سلسلہ اور احباب چونکہ اس حقیقت سے آشنا تھے لہٰذا تمام نے آپؒ ہی کی طرف رجوع کیا اور تمام حیات آپؒ کی نسبت کریمی کو اعزاز و افتخار جانا۔[44]

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ کے خلفائے عظام

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ کی ہستی والا شان سے ایک زمانے نے فیض پایا۔ اولیاء و صلحا آپؒ کے دامن سے وابستہ رہے، جو بھی آیا مقرب بارگاہ حق ہوا۔ ان گنت غیر مسلم حلقہ بگوشِ اسلام ہوئے۔ آپؒ کے احباب میں بڑے بڑے جلیل القدر خلفائے عظام اور فیض یافتگاں ہوئے ہیں۔ چند مشہور کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔[45]

---

[43] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۱۳

[44] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی سلطانِ فقر، ص ۱۷

[45] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۱۷

ا۔ فرزند اکبر حضرت خواجہ رحیم اللہؒ، دربار عالیہ قادریہ گوجرانوالہ 2۔ حضرت شیخ بڈھاؒ[46] 3۔ حضرت مخدوم سیّد صید علی شاہ گیلانیؒ[47] 4۔ حضرت سید اصغر علی شاہ گیلانیؒ، لاہور 5۔ حضرت مولانا مولوی محمد عبد اللہؒ[48] 6۔ حضرت میاں محمد جعفرؒ[49] 7۔ حضرت میاں غلام محمدؒ[50] 8۔ حضرت میاں محمد صدیقؒ، رڑیانہ شریف ضلع شیخوپورہ 9۔ حضرت ہیر سید شاہ بخاری زمانؒ، جیسر والا ضلع سیالکوٹ 10۔ حضرت سید ولایت علی شاہؒ، لاہور 11۔ حضرت سید الف شاہ بخاریؒ، جیسر والا ضلع سیالکوٹ 12۔ حضرت میاں غلام محمدؒ، موضع سکھو کے ضلع سیالکوٹ 13۔ حضرت سائیں اللہ رکھا المعروف ملنگ صاحبؒ، ضلع شیخوپورہ 14۔ حضرت مولوی غلام محمدؒ، موضع راجو کے ضلع سیالکوٹ 15۔ حضرت چوہدری صید محمدؒ، چک واہلہ ضلع شیخوپورہ 16۔ حضرت پروفیسر مولوی محمد عبد اللہؒ، موضع کانوالٹ ضلع سیالکوٹ 17۔ حضرت میاں محمد بخشؒ[51] 18۔ حضرت ملک الف دینؒ ، سیالکوٹ 19۔ ملک امام دینؒ ، سیالکوٹ 20۔ ملک محمد شفیعؒ ، سیالکوٹ 21۔ ملک علم دینؒ، سیالکوٹ 22۔ حضرت میاں جلال الدینؒ، بھانو پنڈی، ضلع سیالکوٹ 23۔ میر فضل احمدؒ، سیالکوٹ[52]

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ اور علامہ اقبالؒ

علامہ اقبال اپنے والدِ گرامی کی نسبت سے حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ سے بہت عقیدت رکھتے اور ان کے از حد معترف تھے۔ دوسری نسبت علامہ اقبالؒ کو اپنے ساتھی طالب علم پروفیسر محمد عبد اللہؒ مرحوم[53] کے واسطہ سے تھی جو ان کے

---

[46] سجادہ نشین دربار عالیہ حضرت داتا گنج بخشؒ لاہور

[47] سجادہ نشین درگاہ معلّٰی حضرت شیخ میاں میرؒ لاہور

[48] والد ماجد مولانا غلام جیلانی سجادہ نشین درگاہ عالیہ نوریہ حضرت داتا شاہ جمال اللہ نوریؒ گوجرانوالہ

[49] سجادہ نشین درگاہ عالیہ فخر اسخیاء حضرت سخی احمد یارؒ پیروکوٹ ضلع گوجرانوالہ

[50] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۱۷

[51] سجادہ نشین دربار میاں محمد کرم الٰہی موضع چنوں، ضلع سیالکوٹ

[52] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۱۸

[53] آپ قریشی النسب، عالم باعمل اور علامہ اقبال کے دوستوں میں سے تھے۔ پشاور یونیورسٹی میں صدر شعبہ فارسی، عربی رہے۔ حضرت سلطان العصر سے مشرف بہ بیعت اور حضرت مخدوم العصر سے خصوصی توجہات روحانیہ سے بہرہ ور تھے۔

سکول اور کالج کے ہم سبق بھی تھے۔ علامہ اقبال کو اس ذاتی واسطے کے علاوہ ذیل کے دو واقعات نے از حد متاثر کیا جنکی وجہ سے وہ حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ کی عقیدت مندی کا اور بھی دم بھرنے لگے۔[54]

ا۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ ایک دفعہ پروفیسر محمد عبد اللہؒ کے گاؤں کانواں لٹ (سیالکوٹ) گئے ہوئے تھے کہ پروفیسر صاحب نے علامہ اقبال کو ان کی ملاقات کے لیے بلا بھیجا۔ چنانچہ علامہ صاحب اگلی سحری کو سیالکوٹ سے ان کے ہاں علی الصبح ہی پہنچ گئے۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ سے ملاقات ہوئی اور سلسلۂ تصوف پر تبادلۂ خیال کرنے لگے۔ سلسلہ کلام میں علامہ صاحب نے دیکھا کہ ایک خرگوش باہر سے آکر آپؒ کی چارپائی کے نیچے بیٹھ گیا۔ آپ نے جھک کر اسے فرمایا: "اوہ بھلے مانس، اتنی دور پہنچ کر تم نے جس کے ایک ناچیز بندے کی پناہ لی ہے۔ اگر جنگل میں تم اسی کی پناہ لے لیتے۔ تو کتوں نے تمہیں کیا کہنا تھا۔ جاؤ اسی مالک کل کی پناہ طلب کرو"۔ یہ سن کر خرگوش پھلک کر باہر نکلا۔ علامہ صاحب بھی پروفیسر صاحب کا ہاتھ پکڑ کر اس کے پیچھے باہر آگئے اور دیکھا کہ چند بپھرے ہوئے کتے اسے دیکھ رہے ہیں مگر نہ کوئی اس پر بھونکتا ہے اور نہ ہی اس پر لپکتا ہے۔ چنانچہ خرگوش علامہ صاحب کے دیکھتے دیکھتے کھیتوں میں غائب ہو گیا۔ اس واقعہ سے علامہ اقبال بے حد متاثر ہوئے اور ارادہ کیا کہ جب تک آپؒ یہاں ہیں وہ ان کی خدمت میں رہیں گے اگلی صبح تمام عقیدت مند معہ علامہ صاحب آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ وہی خرگوش پھر آیا اور پانچ چار منٹ بیٹھ کر چلا گیا۔ تیسری صبح کو انہی حالات میں وہ پھر لوٹا اور دو چار منٹ بیٹھا جب جانے لگا تو علامہ صاحب بھی اس کے پیچھے ہوئے۔ اور انہوں نے پہلی صبح کی واردات پھر دیکھی کہ وہ اسی طرح کئی کتوں کی موجودگی میں اسی طرح کھیتوں میں غائب ہو گیا اور کسی نے اسے کچھ نہ کہا۔[55]

وصالِ اقدس

---

[54] ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، با کمال درویش، ص ۴، والعصر پبلی کیشنز، درگاِ عالیہ قادریہ، حضرت غوث العصر، بازار خراداں گوجرانوالہ، پاکستان ۲۰۱۱ء

[55] پروفیسر وارث میر، جو چاہو سو کرو لیکن سیاست سوچ سمجھ کر کرو، روزنامہ جنگ، لاہور، ۲ مارچ، ۱۹۸۰ء

سلطان العصر حضرت خواجہ محمد عبد اللہؒ کا وصالِ مبارک ۱۹ صفر ۱۳۳۱ھ بمطابق ۲۹ جنوری ۱۹۱۳ء بروز بدھ بوقت چاشت ہوا۔[56] تذکرہ نگاروں نے لکھا ہے کہ آپؒ نے اپنے فرزند حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ کو حکم فرمایا کہ تمام دوستوں کو میرے وصال کی تاریخ سے مطلع کر دو۔ مقرر تاریخ پر احباب کی آمد ہونے لگی اور کلمہ توحید کا ذکر کرتے ہوئے دارِ فانی سے دار البقاء کی طرف تشریف لے گئے۔ وقت وصال آپؒ کی عمر ۷۰ برس تھی۔[57]

مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ

مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ ۱۲۹۳ھ بمطابق ۲۰ ستمبر ۱۸۷۶ء کو شہر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ تعلیمی مدارج، حضرت مولانا محبوب عالم سے طے کیے جبکہ اپنے والدِ ماجد حضرت خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ سے مشرف بہ بیعت ہو کر ۱۹۱۳ء میں اپنے اسلاف کے روحانی سجادہ پر رونق افروز ہوئے۔ ایک عالم کو فیض روحانی سے بہرور فرمایا جو تاریخ کا ایک روشن باب ہے۔ حضرت خواجہ محمد عبد اللہ عباسی قادریؒ کی وفات کے بعد علامہ اقبالؒ دو تین دفعہ حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ سے بھی ملاقی ہوئے اور دو ایک الجھے ہوئے مسائل تصوف پر ان سے تبادلۂ خیال کیا۔[58]

حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ اپنے بزرگوں کے آٹھ واسطوں سے حضرت میاں میرؒ سے نسبت سلوک رکھتے ہیں۔ ان کی عملی زندگی ہر خاص و عام کے لیے عملی نمونہ تھی۔ علاوہ صاحب حال درویش ہونے کے یہ بزرگ باکمال عالمِ دین بھی تھے۔ لاجوب سوالات کا جواب دینے میں قدرتِ کاملہ کے حامل تھے۔ مسئلہ خواہ کیسا الجھا ہوا ہو۔ دو ایک باتوں میں صاف ہو جاتا تھا اور سائل کی جب تسلی ہو جاتی تو اس سے پھر دریافت فرماتے۔ کیا آپ معاملہ کو پوری طرح سمجھ گئے؟ اگر نہیں تو میں پھر دہرا دوں۔ ہر مسئلہ کا جواز یا عدمِ جواز ہمیشہ قرآن حکیم کی نص سے ثابت کرنے میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ ملنے والوں کے دلوں پر ان کے اخلاقِ حسنہ کی گرفت روز بروز مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی جاتی

---

[56] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی،،ہ، سلطانِ فقر، ص ۱۸

[57]، صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، سلطانِ فقر، ص ۱۹

[58] ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، باکمال درویش، ص ۱۳

تھی جو جتنا زیادہ قریب ہوتا اتنا ہی زیادہ متاثر ہوتا اور ایک دفعہ ملنے والا عمر بھر ان سے جدا ہونے کا نام نہ لیتا۔ خدمت خلق مشاغلِ حیات کا نہایت اہم جزو تھی۔ آپ اپنی قلبی واردات کو کبھی کبھی اشعار کے رنگ میں اظہار و بیان کا لبادہ پہناتے کلام میں سوز و درد کے ساتھ ہی ساتھ حقائق کی نقاب کشائی اور تصوف کے اسرار و رموز کا بھی اظہار فرماتے [59]۔

شاعری کا آغاز ۱۳۲۲ھ بہ مطابق ۱۹۰۴ء میں کیا اور چہار زبانوں کے کثیر الکلام صوفی شاعر کی حیثیت سے متعارف ہوئے۔ آپؒ کی تصانیف ذیل میں ہیں۔

ا۔ گنجِ عرفان (مجموعہ سی حرفیات) 2۔ میزان عشق (مجموعہ کافیاں ڈیوڑھ) 3۔ دیوانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی) 4۔ برھانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی) 5 س۔ ایقانِ عشق (مجموعہ سی حرفیات، کافیاں اور عارفانہ کلام پنجابی) 6۔ آداب المریدین (راہ سلوک پر مقالہ) 7۔ ارمغان کریمی (اردو) 8۔ زمزمۂ حمد (حمدیہ کلام) 9۔ نور علیٰ نور (ارمغانِ نعت) 10۔ بیان مخدوم 11۔ ہمہ اُوست 12۔ وحدتُ الوجود 13۔ منازلِ سلوک 14۔ مسدس کریمی 15۔ شجرہ طیبہ 16۔ اور غزلیات منصۂ شہود پر آچکی ہیں۔

مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہ عباسی قادریؒ کی شخصیت، علمی، ادبی، فقہی اور روحانی خدمات پر ایک ضخیم مجلّہ مفیض کی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ آپؒ عاشق، کریمی اور کریم تخلص فرمایا کرتے تھے۔ [60]

وصال اقدس:

آپؒ کا وصال مبارک ۱۸ شعبان ۱۳۶۱ھ بمطابق ۳۱ اگست ۱۹۴۲ء کو راہی ملک عدم ہوئے اور درگاہ معلیٰ حضرت غوث العصر، بازار خراداں گوجرانوالہ میں مدفون ہوئے۔ آپکا عرس مبارک نہایت تزک و احتشام سے ہر سال ۱۶ اکتوبر کو انعقاد پزیر ہوتا ہے۔ [61]

---

[59] ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، باکمال درویش، ص ۷

[60] ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، باکمال درویش، ص ۱۴

[61] ڈاکٹر فقیر محمد فقیر، باکمال درویش، ص ۱۴

امیر العصر حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ

حضرت خواجہ محمد بشیرؒ یکم اپریل ۱۹۲۱ء کو پیدا ہوئے حضرت مخدوم العصر نے آپ کی ولادت کو رشد و ہدایت کے سلسلہ کی سرفرازی سے تعبیر فرمایا۔ اور اس جذبے کا اظہار کیا کہ ان کا یہ فرزند روحانیت کی دنیا میں معتبر حوالہ بنے گا۔ آپ بچپن ہی سے ذہین و فطین اور صاحب فہم و ذکاء تھے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم کے بعد محبوب عالم اسلامیہ ہائی سکول گوجرانوالہ میں داخلہ لیا اور امتیازی نمبروں کے ساتھ میٹرک کا امتحان پاس کیا۔ پھر مزید تعلیم کے لیے دیال سنگھ کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ کالج میں تعلیم کے دوران آپ کا تعلیمی کردار لائق توصیف اور قابلِ رشک رہا۔ اپنی تعلیمی اور ذہنی استعداد کی بنا پر آپ کو دوسرے طلبہ پر فوقیت تھی۔ آپ کو اسی دوران نامور اساتذہ کرام میسر آئے جن میں ممتاز ادیب اور شاعر پروفیسر سید عابد علی عابدؒ خاص طور سے قابلِ ذکر ہیں۔ سید عابد علی عابد آپ کے فارسی کے استاد تھے۔ ان کی خصوصی شفقت اور راہنمائی نے آپ کو فارسی زبان میں خصوصی مہارت عطا کی۔[62]

قدرت حق سے آپ کو شعری ذوق ارزاں ہوا تھا۔ آپ مخدوم العصر کے ہونہار لختِ جگر تھے جن کی شاعری کا ایک زمانہ معترف ہے۔ اتنے عظیم والد کے سایۂ الطاف میں پرورش پا کر ممکن ہی نہ تھا کہ آپ شعری ذوق سے بے بہرہ رہتے۔ اپنے شعری ذوق کو پروان چڑھانے اور بلندیوں سے آشنا کرنے کے لیے آپ نے اردو کے نامور شاعر علامہ تاجور نجیب آبادی کے سامنے زانوئے تلمذ طے کرنے کا فیصلہ کیا۔ علامہ تاجور نجیب آبادی ایک قادر الکلام شاعر تھے ۔اور ان کے تمام معاصرین ان کی شاعری مہارت کے قائل تھے۔ شاعری کے حوالے سے اس قدر قد آور استاد شاعر کی رہنمائی آپ کے ذوق کی سربلندی کے لیے سونے پر سہاگہ تھی اور بہت جلد مختلف اصناف سخن میں مہارت علمی کے ساتھ اپنی شعری صلاحتوں کا مظاہرہ کرنے لگے۔ کالج کی تعلیم کے دوران آپ کے تعلیمی مشاغل تو جاری ہی تھے آپ ان کے ساتھ ساتھ معاونِ نصاب سرگرمیوں میں بھی حصہ لیا کرتے۔ خاص طور پر سپورٹس میں آپ کا نام گونج رہا تھا۔ آپ کالج کی ہاکی ٹیم کے کپتان تھے۔ آپ کی تعلیمی اور جسمانی صلاحیتوں کو دیکھتے ہوئے حکومتِ برطانیہ

---

[62] پروفیسر محمد اکرم رضا،شہریارِ ولایت،ص ۵،والعصر پبلی کیشنز، درگاِ عالیہ قادریہ ،حضرت غوث العصر،بازار خرداں گوجرانوالہ،پاکستان،۲۰۱۱ء

نے آپ کو فوج میں سکینڈ لیفٹیننٹ کے لئے منتخب کرنے کے احکام صادر کر دیئے تھے۔ آپ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ آپ کے والد گرامی جو آپ کے روحانی رہنما بھی تھے ان کی طرف سے ارشاد نامہ ملا کہ "بیٹے فوراً درگاہ عالیہ میں چلے آؤ"۔[63]

آپ نے ایک لحظہ کے لئے بھی تاخیر نہ کی اور بلا تاخیر درگاہ عالیہ میں حاضر ہو گئے، آپ کے والد گرامی کو آپ کی تعلیم اور پھر حکومتِ برطانیہ کی طرف سے فوج میں آپ کے لئے انتخاب سے بخوبی آگاہ تھے۔ انہوں نے اپنے ارشاد کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا" بیٹے! ہم نے آپ کو خلقِ خدا کے لئے تعلیم دلوائی ہے۔ اللہ کے پیغام کو عام کرنے کے لئے۔ دینی اور دنیاوی علوم کی تحصیل کا اہتمام کیا تا کہ تم زیادہ سے زیادہ مخلوقِ خدا کے کام آسکو۔ رشد و ہدایت کے سلسلے کو پھیلا سکو۔ تمہاری تمام تر تعلیم اہلِ ایمان کی بہتری اور درگاہِ عالیہ کے انوار کو عوام الناس تک پہنچانے کے لئے ہو غیروں کے لئے نہیں۔ جو کام ہم تم سے لینا چاہتے ہیں وہ منشائے قدرت ہے۔ اور وہ کام اس کام سے افضل ہے جو حکومتِ برطانیہ تم سے لینا چاہتی ہے۔ ہمارا مقصود خانقاہی کا فروغ ہے انگریز کی اطاعت نہیں"۔[64]

حضرت خواجہ محمد بشیرؒ نے حضرت مخدوم العصر کے الفاظ سنے تو فوراً سر تسلیم خم کر دیا اور اپنے والد محترم کے حکم کو آواز قدرت سمجھتے ہوئے انگریز کے حکم نامے کو چاک کر ڈالا اور اپنے شب و روز والد گرامی کی خدمت میں صرف کرنے لگے۔ آپ کا یہ جذبہ ارادت فرزندانِ اسلام کو اطاعتِ والدین اور اطاعتِ مرشد کا عملی ثبوت فراہم کر رہا ہے۔

آپ کے والد محترم نے آپ کو سخت روحانی ریاضت سے گزارا۔[65] اور آپ پر باطنی اور روحانی فیوضات کی بارش کر دی اور بہت جلد آپ اہلِ سلوک کی آنکھوں کا تارا بن گئے۔ آپ کو دیکھ کر اندازہ لگا لیا جاتا تھا کہ آپ حضرت مخدوم العصر کے جانشین سے مل رہے ہیں۔ والد گرامی نے اپنے حسنِ تربیت سے آپ کو مقاماتِ سلوک و معرفت کے

---

[63] رضا، محمد اکرم، پروفیسر، شہریارِ ولایت، ص ۶

[64] پروفیسر محمد اکرم رضا، شہریارِ ولایت، ص ۷

[65] ایضاً، ص ۷

حسین امتزاج میں تبدیل کر دیا۔ آپ سے ملاقات کرنے والے بلا تاخیر اندازہ لگا لیتے تھے کہ آپ درگاہ عالیہ قادریہ کی سجادہ نشینی کا تاجِ معرفت آپ ہی کو زیبا ہے۔[66]

سجادہ نشینی

جب مخدوم العصر حضرت خواجہ محمد کریم اللہؒ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر فقط بیس سال تھی، علماء و مشائخ نے اتفاق رائے سے حضرت خواجہ محمد بشیرؒ کو درگاہ عالیہ حضرت غوث العصر کا سجادہ نشین منتخب کر کے دستارِ فضیلت آپ کے سرِ اقدس پر سجادی۔ حضرت امیر العصر کے سامنے اپنے اسلاف کا قائم کردہ سلوک و معرفت کا ایک کڑا معیار تھا مگر آپ نے شدید محنت اور لگن سے اس قائم کردہ معیار کو کم نہ ہونے دیا بلکہ اسے مزید سرفرازی بخشی۔ بھرپور کوشش کی کہ ان کی مساعی سے اسلاف کا پیغام زیادہ مؤثر انداز میں مخلوقِ خدا تک پہنچ سکے۔[67]

وصالِ اقدس

آپ کام کو بہت حد تک آگے لے گئے تھے کہ زندگی کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور وقت نے مزید مہلت نہ دی اور آپ بالآخر ۲۶ جولائی ۱۹۸۵ صبح چار بجے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلہِ وَاِنَّااِلَیہِ رَاجِعُون۔[68]

حضرت خواجہ محمد بشیرؒ جہاں علمی فضیلتوں سے بہرور پیر طریقت اور صاحب اسرار معرفت تھے وہاں آپ صاحب فکر شاعر بھی تھے۔ بلکہ یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ شاعری آپ کو ورثہ میں عطا ہوئی تھی۔ جس طرح دوسرے صوفیاء کرام شاعری سے تبلیغ دین اور اشاعت پیغام مصطفٰے ﷺ کا کام لیتے آئے ہیں) آپ کے پیشِ نظر بھی یہی مقصد تھا۔[69]

حضرت خواجہ محمد بشیرؒ کی تصانیف:

ا۔ میرِ فقر 2۔ شاہِ فقر 3۔ جامع البیان 4۔ چانن 5۔ مہر وماہ 6۔ صراط السالکین 7۔ فخر اسخیاء 8۔ بحر الحقائق 9۔ فتوح المریدین 10۔ میلاد حضورؐ دا۔ 11 مہرِ فقر 12۔ غوث العصر 13۔ سیرت الفقراء حصہ اول 14۔ سیرت الفقراء حصہ دوم 15۔ سیرت الفقراء حصہ سوم 16۔ سیرت الفقراء حصہ چہارم

---

[66] ایضا، ص۸

[67] ایضا، ص۹

[68] پروفیسر محمد اکرم رضا، شہریارِ ولایت، ص۱۴

[69] خواجہ محمد بشیر عباسی قادری، فتوح المریدین، ص۱۲

صاحبزادہ ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی قادری

ولادت باسعادت

ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی قادری آپ ۲ جون ۱۹۶۳ء کو اندرون شہر گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے۔ اور ابتدائی تعلیم یہیں سے حاصل کی۔ آپ نے میٹرک کا امتحان ۱۹۷۹ء میں گورنمنٹ عطاء نمبر ا ہائی سکول گوجرانوالہ سے پاس کیا اور گورنمنٹ اسلامیہ کالج گوجرانوالہ میں F.Sc. میں داخلہ لیا۔ اور ۱۹۸۱ء میں F.Sc. کا امتحان پاس کیا اور اپنے والدِ گرامی (جو کہ آپ کے پیر و مرشد بھی تھے) کی خدمت میں حاضر ہوئے اور چار سال خدمت کرنے کے بعد آپؒ کے فیوضات و بابرکات سے بہرہ ور ہو کر آپ ہی کی اجازت سے دوبارہ پڑھائی شروع کر دی۔ اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے گریجویشن پھر گوجرانوالہ سے ہی 4 سال کا ہومیو پیتھک ڈپلومہ کیا اور پھر گریجویشن کے لیے England میں ایڈمیشن مل گیا اور British institute of homeo pathic London سے میڈیکل گریجویشن کی۔ پھر Fellowship ملی۔ اس کے بعد آلٹرنیٹو میڈیسن میں Doctorate میں admission مل گیا اور وہیں سے مکمل کی۔ اس کے بعد آلٹرنیٹو سائینسز میں Ph.D.، Bio Medical) (Chemistryuniversity of colmbo سے کی۔[70]

صاحبزادہ ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی اور سجادہ نشینی

آپ کے والدِ محترم نے آپکی پیدائش کے ساتھ ہی آپکی سجادہ نشینی کی نوید سنا دی تھی اور شروع سے ہی خاندان کے بزرگوں کے سایۂ شفقت میں رکھا اور بحثیت والد محترم و پیر و مرشد ۱۹۸۳ء میں اپنی حیات مبارکہ میں ہی ڈاکٹر صاحب کی سجادگی کا اعلان کر چکے تھے۔[71] "امیر العصر حضرت خواجہ محمد بشیر عباسی قادریؒ وصال ۱۹۸۵ء میں ہوا تو وصالِ پر ملال کے بعد آپ کی جانشینی کا مسئلہ سامنے آیا تو اس مسئلہ کو آپ کے چہلم پر طے کرنے کا فیصلہ ہوا۔ آپ کے چہلم مبارک پر ارادت مندوں کی بہت بڑی تعداد کے ساتھ ساتھ علمائے کرام اور صوفیائے عظام بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ آپ کے تمام صاحبزادگان اور دیگر قرابت دار بھی موجود تھے۔ محترم صوفیاء و مشائخ عظام نے اتفاقِ

---

[70] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، سجادہ نشین درگاہ معلٰی غوث العصرؒ، بازار خرداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۱۸ء

[71] صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی، از گفتگو، سجادہ نشین درگاہ معلٰی غوث العصرؒ، بازار خرداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۱۸ء

رائے سے آپ کے سب سے چھوٹے صاحبزادے جناب شبیر احمد کمال عباسی (مدظلہ العالی) کو منتخب فرمایا۔ امیر العصر کا تمام صاحبزادگان جملہ ارادت مندوں نے اس حسنِ انتخاب پر غیر معمولی مسرت و خوشی کا اظہار کیا۔ چونکہ صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی کو آپ کی مجلس نشینی کا عرصہ زیادہ سے زیادہ میسر آیا تھا۔ اور خواجہ محمد بشیرؒ کئی بار آپ کو اپنا جانشین قرار دے چکے تھے۔ اس لیے ہر طرف سے مرحبا مرحبا کی صدائیں گونجنے لگیں اور پھر ایمان آفریں صداؤں اور دعاؤں کے جھرمٹ میں مشائخ عظام اور صوفیائے کرام نے صاحبزادہ شبیر احمد کمال عباسی کی سجادہ نشینی کی حیثیت سے دستار ابرِ رحمت آپ کے سرِ اقدس پر سجا کر فیض یاب فرمایا یہ منظر ایسا جاذبِ فکر تھا کہ اہلِ شوق کی نگاہوں میں ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جذب ہو کر رہ گیا"۔[72]

ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی قادری صاحب کی علمی و ادبی خدمات

آپ کی ذاتِ گرامی بیچارگانِ ہستی کے دکھوں کا مداوا ہے۔ آپ کی شخصیت کو رب کریم نے جس وافر انداز سے انعاماتِ کثیرہ سے نوازہ ہے آپ اتنی ہی فیاضی کے ساتھ وہ انعامات علمی و باطنی مخلوقِ خدا تک پہنچا رہے ہیں۔ آپ نے علمی و ادبی لحاظ سے بھی بہت کام کیا ہے اور کیوں نہ کرتے کہ آپؒ کے والد محترم (پیر و مرشد) بہت بڑی علمی اور ادبی قد آور شخصیت تھیں جن کا نام نامی محتاجِ تعارف نہیں ہے۔ صاحبزادہ ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی کے کام کا مختصر تعارف ذیل میں ہے۔ آپ کی ذاتی تصانیف بھی منصۂ شہود پر آچکی ہیں کچھ کتابوں کو مرتّب اور مدوّن بھی کیا اور کچھ کتابوں پر حواشی بھی لکھے ہیں اور بہت سی کتابوں کے آپ ناشر بھی ہیں۔ آپ کی شاعری پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد سے thesis بھی ہو چکا ہے۔ اور اس کے علاوہ آپ مختلف موضوعات اور انگریزی تراجم کی نگرانی بھی کر چکے ہیں۔ اس طرح آپ 100 سے زائد کتب پر کام کر چکے ہیں۔ آپ نے مختلف موضوعات پر آرٹیکل بھی لکھے ہیں اور آپ کے ساتھ کام کرنے والی شخصیات میں ڈاکٹر طاہر القادری، پیر کرم شاہ صاحب الازہریؒ اور دیگر نامور شخصیات بھی شامل ہیں۔ ان کے علاوہ ادبی مشاورت و معاونت کندن لاہوری صاحب، پروفیسر اکرم رضا

---

[72] پروفیسر محمد اکرم رضا، شہر یار ولایت، ص۱۶، والعصر پبلیکیشنز، درگاہ معلّٰی غوث العصر خواجہ محمد عمر عباسی قادریؒ، بازار خرداں گوجرانوالہ، پاکستان، ۲۰۱۱ء

صاحب سے رہی۔ اور اس زمانے کی قابلِ ذکر علمی و ادبی شخصیاتِ نفیس سے ملاقات اور ہم نشینی کا بھی موقع ملا۔ آپ کی ذاتی تالیفات چار شعری مجموعوں پر مشتمل ہیں:

۱۔ بحضورؐ ۲۔ کوئے فناء ۳۔ صحرائے جنوں ۴۔ ایوانِ بقاء

اقبالیات میں آپکی تصانیف یہ ہیں:

۵۔ بیعتِ اقبال ۶۔ روحانیتِ اقبال ۷۔ اقبال اور گوجرانوالہ

صاحبزادہ ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی اور درگاہِ عالیہ قادریہ عصرِ حاضر کے تناظر میں

"گوجرانوالہ میں درگاہ عالیہ قادریہ کو مرکزیت کا اعزاز حاصل ہے۔ پنجاب اور دوسرے علاقوں کی متعدد روحانی گدیاں یا تو براہِ راست اس درگاہ سے تعلق رکھتی ہیں یا ان کے سربراہ اس درگاہ عالیہ کے خلفاء سے سلسلہ ارادت رکھتے ہیں"۔[73]

عصر حاضر کے سجادہ نشین درگاہ عالیہ قادریہ صاحبزادہ ڈاکٹر شبیر احمد کمال عباسی آپ کی شخصیت معلومات کا خزینہ اور دینی معارف کا گنجینہ ہے۔ نہ تصنع، نہ نمائش اور ریاکاری سے پاک سیدھی سادھی زبان میں گفتگو معلومات کا ذخیرہ عطا ہوتا ہے۔ آپ علم و حکمت کا ایسا خزانہ نظر آتے ہیں کہ جس سے جتنا بھی فیض یاب ہوا جائے کم ہے۔ آپ سے مل کر یہی احساس ہوتا ہے کہ امیر العصر کہ مردِ مومن سے ملاقات ہو رہی ہے۔ آپ اپنے آرام و سکون کو پس پشت ڈالتے ہوئے پیر و مرشد کے امر کو اوّلین ترجیح دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ غم و آلام کے مارے ہوئے اپنے اپنے مصائب کا بوجھ اٹھا کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں اور آپ کی دعا کی تاثیر سے شاد کام واپس لوٹتے ہیں آپ اپنے عظیم اسلاف کی جاودانی روایات کے امین ہیں۔ آپ کو اس عظیم امانت کی پاسداری کا بھرپور احساس ہے اسی لیے آپ نے پورے روحانی اور فکری وقار کے ساتھ تمام بزرگوں کے اُعراس کی تقاریب کا سلسلہ جاری رکھا ہوا ہے۔ اور آپ نے اس سلسلہ مبارک کو وسعت بھی عطا کی۔ "جناب شبیر احمد کمال عباسی قادری دامت برکاتہم العالیہ نے اس فریضہ کو حسنِ اہتمام سے انجام دیا کہ چاہنے والوں کے دلوں سے بے اختیار دعائیں نکلتی ہیں اور دیکھنے والوں کی نظریں اس

---

[73] پروفیسر محمد اکرم رضا، شہر یار ولایت، ص ۸

روضہ اقدس کے حسنِ ظاہر پر مرکوز رہ جاتی ہیں۔ جناب شبیر احمد کمال عباسی قادری دامت برکاتہم العالیہ کے لئے یہ فریضہ باعثِ سعادت بھی تھا اور اپنے والد ماجد کی ریاضت کی تکمیل کا باعث بھی۔ ہر گام پر نظر آتا ہے یہ خونِ جگر کے معجزات ہیں۔[74]

نتائج مقالہ

بیان کردہ پس منظر کے پیشِ نظر اکیسویں صدی میں صوفیانہ ادب کی نشوونما کے حوالے سے اس خانوادہ کی شعری اور نثری تخلیقات کے امکانات اور اثرات روشن ہیں کیونکہ:

۱۔ اس مقالہ کے مطالعہ سے یہ نتیجہ بھی اخذ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام کے روحانی پہلوؤں کو ان مشائخ نے انتہائی نامساعد حالات میں بھی کمزور نہیں ہونے دیا اور عوام کے درمیان ایک لطیف تعلق برقرار رکھا۔

۲۔ یہ مشائخ تصوف ہی تھے کہ جن کی کاوشوں کی بدولت برصغیر کے مسلمانوں میں حریتِ فکر اور علمِ جہاد بلند کرنے کا جذبہ بیدار ہوا اور یہ ریاستیں اسلامی ریاستیں کہلائیں۔

۳۔ اسلامی تشخص کو مٹانے کے لئے مخالفین نے تمام تر توانائیاں صرف کر دیں اور اسلامی بلاک بننے سے روکنے کے لئے جبر و بربریت کی انتہا کر دی لیکن مشائخ تصوف کی اسلامی تشخص کے تحفظ کے لئے کی گئی کوششوں کی بدولت اسلام کو اس خطے سے ختم نہیں کر سکے۔

۴۔ مشائخ تصوف کا تعلیمی اور تربیتی منہج بہت مؤثر رہا جس کی وجہ سے برصغیر کا تحفظ ممکن ہوا۔

۵۔ برصغیر کے مشائخ تصوف کی کاوشوں کی بدولت علمی اور فکری سطح پر اسلامی تشخص کی بحالی کی تحریکیں زور پکڑ گئیں اور مسلم عوام میں اپنی ثقافتی اور مذہبی ورثے کے تحفظ کے لئے ایک نئی امنگ پیدا ہوئی۔

سفارشات:

1۔ میری رائے کے مطابق اس موضوع کے مزید کئی پہلوؤں پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔

---

[74] پروفیسر محمد اکرم رضا، شہریار ولایت، ص ۱۰

2۔ تصوف سے متعلق جو بھی ادب مرتب کیا جائے اس میں مسالک کی باہمی منافرت و تعصب کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ملّی سطح پر اتحاد و یکجہتی کا ماحول پیدا کیا جائے۔

3۔ غیر اسلامی تصوف میں کچھ ایسی چیزیں ضرور پائی جاتی ہیں جن کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں اس لیے اسلامی تصوف اور غیر اسلامی تصوف کے فرق کو واضح کرنے کے لیے اقدامات کیے جانے چاہیے۔

4۔ تمام سٹوڈنٹس کو عالمِ اسلام کے سیاسی، معاشی، معاشرتی احوال سے آگاہی کے ساتھ ساتھ دینی اور مذہبی احوال سے بھی آگاہ کیا جانا چاہیے۔

5۔ تصوف کے متعلق جو بھی ادبی مواد مرتب ہو، اس میں تعصب اور تنگ نظری کی پٹی اتار کر قرآن و سنت کی روشنی میں مطالعہ کیا جائے۔

6۔ ایسے رسم و رواج اور ثقافت جن کا اسلام سے دور کا بھی تعلق نہیں غیر اسلامی تصوف میں نظر آتے ہیں ان کا قلع قمع کیا جائے۔